UTL AT DOWNSVIEW
D RANGE BAY SHLF POS ITEM C
39 11 29 08 05 001 4

PN
1049
P4S6
1899

Sozan, Hasibuddin Ahmad
Ganj-i shaygan

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

Digitized by the Internet Archive
in 2010 with funding from
University of Toronto

http://www.archive.org/details/ganiishygn00sozn

Sozān, Ḥasībuddīn Aḥmad

Ganj-i shāygān

PN
1049
P4S6
1899

LIBRARY
OCT 12 1969
UNIVERSITY OF TORONTO

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب لاجواب قافیہ سنجی مین انتخاب مفید سخنوران سودمند شاعران مسمی بہ

# گنج شایگان

تصنیف حسب الدین صابر تخلص بہ سوزان تصنیف غدیب گلشن فصاحت

حسب خواہش طلبگاران و شائقان علم دوست کے بار سوم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع مزین مطبوع ہوئی

LIBRARY
1968
UNIVERSITY OF

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اُس سخن آفرین کی کہ جسکے بیان مین قافیہ سخن تنگ ہی اور عقل کنہ رش دنگ اور نعت اُس شاہ بیت دیوان نبوت کی کہ جسکی پیروی وسیلہ وصل شاہد تمنا ہی اور ذریعہ خروج مکارہ دنیا و عقبی حسیب الدین تونے یہ کیا کہا اسکو کون نہین جانتا بس تکلفات ظاہری سے باز آ ہان جس زمانے مین دہلی سے میرٹھ آیا اور عنایت فرما کرم گستر جناب مولوی عبد الوہاب صاحب انسپکٹر کے باعث سے کوتوالی مین تھانہ گاڑا تو تفرقہ باطن نے ایسا ستایا کہ جسکا بیان نہین کر سکتا ایک روز عالم پریشانی مین رسالہ قافیہ مولانا جامی قدس سرہ السامی اور بدائع الصنائع عطار اللہ عطامی بن محمود الحسنی شاگرد مولانا ممدوح دیکھ رہا تھا رفع پریشانی کا سبب سمجھکر چاہا کہ مین بھی اس فن مین ایک رسالہ لکھون مگر عقل نے اپنر اکتفا نہ کیا دفعتاً ایک جگہ سے معیار الاشعار نصیر الدین طوسی اور روضۃ القوافی ہاتھ آگئی تائید غیبی سمجھکر جسقدر مطالب ضروری سمجھے سب مین سے انتخاب کرکے یہ رسالہ لکھا اور اس کنز القوافی کا نام گنج شایگان رکھا اب سخن فہم مختار ہین اسکو گنج بے رنج سمجھین یا مال قابل شاہ دشہریار یا بہ نسبت طبیعت صرف دل کی بیگار قطعہ جب کہا قافیہ کا احوال اور نہ ہوا یہ دل گویا خاموش ✦ مین نے تاریخ کے حیلے سے کہا ✦ بس دل قافیہ پیا خاموش ✦ سمجھنا چاہیے کہ قافیہ عرف شعرا عجم مین اُس مجموع سے مراد ہی کہ جسکی تکرار آخر بیت یا ابیات مین واجب یا

مستحسن ہو بشرطیکہ تلفظ مین مستقل نہ ہو بلکہ جزء کلمہ یا بمنزلہ جزء کلمہ کے ہو اور بعضی مجازاً تمام کلمہ آخر
کو اور بعضے حرف روی کو قافیہ کہتے ہین اور قافیہ لغت مین پیچھے چلنے والے کو کہتے ہین چونکہ یہ بیت
مین باقی الفاظ کے پیچھے واقع ہوتا ہی گویا اُنکے پیچھے جاتا ہی اس سبب سے اسکا نام قافیہ رکھا
اور اسکے حرف نو ہین جیسا کہ کہتے ہین ؎ روی و ردف و گر قید بعد ازان تاسیس ✤ دخیل و وصل و
خروج و مزید و نائرہ وان ✤ روی آخر حرف اصلی قافیہ کو کہتے ہین جیسا کہ اس بیت مین لام ہی
؎ در ازل نقش تو بر تختۂ گل دیدۂ دل ✤ دید و پاے دل بیچارہ فرو رفت بہ گل ✤ فائدہ یاد رہے
کہ کبھی بعضے حرف کثرت استعمال و شدت اتصال سے جزء کلمہ معلوم ہوتے ہین جیسے الف دانا
و بینا کا اور رے رنجور و مزدور کی اسطرح کے حرف کو اشعار مین روی کرین تو بہتر یہ ہی کہ ایکبار سے
زیادہ نہ لائین اور اگر لائین تو پاس پاس نہ لائین اور کبھی شاعر بعضے کلمہ کو بیچ مین سے بمنزلہ حرف روی
کر دیتے ہین اور کبھی زائد مشہور الترکیب کو تکلف سے نفس کلمہ بنا لیتے ہین اول کی مثال یہ ہی ؎ دلم شد
غرق خون از شوق نعلت دیدۂ ترہم ✤ جراحت ہای ہجران را بوصل خویش کن مرہم ✤ اور زائد مشہور الترکیب
کی مثال اس بیت کے مصرع آخر کے میم سے ظاہر ہی ؎ بار قیبان بنیمت پیوستہ و میرم زغم ✤ میروم
زین شہر تا کی چشم را برہم زنم ✤ زغم کا میم زائد لفظ غم کے اصلی میم کے مقابل پڑا ہوا ہی ایسا حرف ایکبار
تنگی قافیہ کی جہت سے لائین تو خیر نہین تو عیب سے خالی نہین اور اگر ایکبار سے زیادہ لائین تو عیب
فاحش ہی ہان بیتون مین ایسا فاصلہ ہو کہ قباحت تکرار معلوم نہ ہو سکے تو روا ہی اور تکرار روی
واجب ہی یعنی لازم ہی کہ تمام قوافی مین روی ایک حرف ہو اور مطلق تغیر نہ آنے پائے اور
نصیر الدین طوسی معیار الاشعار مین روی کی دو قسمین بتاتے ہین مفرد و مضاعف روی مفرد تو
یہی اور روی مضاعف شاید بر سبیل مبالغہ کہ دی ہو گی اسکا حال بحث ردف مین کیا جائیگا
انشاء اللہ تعالے اور کہتے ہین کہ روی رواسے مشتق ہی اور رو لغت مین اُس رسی کو کہتے ہین
جس سے اونٹ پر بوجھ باندھتے ہین چونکہ بنا ابیات کی قوافی ہین اور بنا قوافی کی یہ حرف روی
گویا ابیات اس حرف سے بندھے ہوئے ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ روی کے معنی لغت مین
بل دینے والا ہی پس جسطرح بل دینے والا رسی کے اجزا کو باہم جمع کرتا ہی اسی طرح یہ حرف
ابیات کو جمع کرتا ہی ردف الف ساکن ماقبل مفتوح اور واو ساکن ماقبل مضموم اور یاے ساکن

ماقبل مکسور کو کہتے ہین بشرطیکہ پیش از روی بلا واسطہ متحرک ہو اور جس قافیہ مین ردف ہو اسکو
مردف بسکون را مہملہ کہتے ہین اور یہ دو طرح پر ہی ایک یہ کہ کوئی حرف واسطہ ہو جیسا کہ الف جہان
و زمان کا اور واو خون و چون کے اور یے چنین و چین کی اس الف اور واو اور یا کو ردف اصلی
کہتے ہین مثال الف کی ؎ خسرو فرماندہ کشورستان + شاہ ابو الفتح بدیع الزمان + مثال
واو کی ؎ سنگ را از نالہاے زار دل پر خون کنم + در دل آن شوخ ناید رحم آیا چون کنم + مثال
یے کی ؎ چون بہ گلگشت چمن آن نازنین آید برون + بہر پابوسش ریاحین از زمین آید برون +
اور ایک یہ کہ روی و ردف مین حرف ساکن واسطہ ہو جیسا کہ یافت و تافت و دوست و پوست و ریخت
و گریخت مین جسوقت حرف ساکن واسطہ ہو الف اور واو اور یے کو ردف اصلی اور اس ساکن کو ردف
زائد کہتے ہین اور قوافی مین تکرار روف مطلقاً واجب ہی اور حروف ردف زائد چھ ہین جیسا کہ کہتے
ہین ؎ روف زائد شش بود ای ذو فنون + خا و را و سین و شین و فا و نون + جیسا کہ ساخت
و داخت آرد و کار درست و کاست و داشت و کاشت و تافت و یافت و راند و ماند علی ہذا القیاس
اور واو اور یا دو قسم کی ہین معروف و مجہول معروف وہ ہی کہ جسکے ماقبل کا ضمہ یا کسرہ اشباع کے
ساتھ متلفظ ہو جیسے دور و تیر مین اور مجہول وہ ہی کہ جسکے ماقبل کے ضمہ یا کسرہ کو اشباع سے
نہ پڑھین جیسے شور و شیر مین احسن بلکہ واجب یہ ہی کہ معروف و مجہول کو ایک شعر مین جمع
نہ کرین جیسا کہ کمال اسمعیل نے کیا ؎ با دل گفتم تو باری اے دل نیکی + کز من دور سے
بیار من نزدیکی + دل گفت کہ با دہان و زلفش عربیست + تا می سازم بہ تنگی و تاریکی + اور کبھی
یاے مجہول کو کلمات عربیہ سے جنین امالہ کیا گیا ہی اور اصل مین الف تھا جمع کرتے ہین جیسا
کہ وحید الدین انوری نے کیا ہی ؎ تا ماہ رویم از من رخ در حجیب دارد + نی دیدہ خواب
دارد نی دل شکیب دارد + مولانا عطاء اللہ بن محمود الحسنی کہتے ہین کہ واو معروف و مجہول کو
اکثر شعراء متقدمین نے ایک شعر مین باندھا ہی مگر حضرات استادی مخدومی نجستہ فرجامی ظلہ
العالی نے مطلق فرمایا ہی کہ احسن بلکہ واجب ہی کہ ایک شعر مین جمع نہ کرین حالانکہ خود کیا ؎
من نہ تنہا خواہم این خوبان شہر آشوب را + کیست در شہر آنکہ خواہان نیست روی خوب را + غالباً
مطلق غلط نہین اور آپ نے جو سلسلۃ الذہب مین یاء معروف و مجہول کو جمع کیا ہی سلسلۃ الذہب ؎

اے فرو رفتہ در چہ کاریز + زاب آن غلہ گشتہ فالیز + اور کمال اسمعیل نے جو لفظ نیکی و نزدیکی کو ایک
جگہ جمع کیا اسپر اعتراض فرمایا مجھکو اسکی وجہ معلوم نہین اور دریافت کرتے شرم آئی ایک روز
اپنے آدمی کو بھیجکر پچھوایا تھا فرمایا پالیز مین یار معروف ہی اور یار مجہول غلط عام اب سمجھنا چاہیے کہ حرکت
ماقبل الف ردف مین تغیر نہین اور حرف خوان و نہان مین کہ فتحہ ماقبل الف کلمہ اول کا بوے ضمہ
دیتا ہی اور کلمہ آخر مین نہین معتبر نہین ہی لیکن اگر تمام اشعار مین رعایت کرین تو مستحسن ہی اور صاحب
معیار الاشعار ردف زائد کو جبکہ وہ روی کے ساتھ جمع ہو داخل روی کرتا ہی اور کہتا ہی کہ عرف
شعرا عجم مین مجموع کا نام روی مضاعف ہی اور ردف لغت مین اُس چیز کو کہتے ہین کہ
وہ کسی چیز کے پیچھے ہو چونکہ حروف قافیہ مین اول نظر روی پر جاتی ہی کیونکہ وہ اصل ہی
نسبت باقی حرفون کے اس لیے ردف کو کہ تلفظ مین اُسکے ماقبل اور ملاحظہ مین مابعد ہی
ردف کہتے ہین قید حرف ساکن غیر ردف کو کہتے ہین جو پیش از روی بلا واسطہ واقع
ہو جیسا کہ حرف نون چنگ و آہنگ مین ہی ظہیر فاریابی ؎ چو زہرہ وقت صبوح از افق
بساز و چنگ + زمانہ تیز کند نالۂ مرا آہنگ + اور حروف قید عربی مین بہت ہین اور پارسی
مین مولوی جامی قدس اللہ سرہ السامی کے نزدیک دس ہین چنانچہ فرماتے ہین ؎
گر حروف قید را گیر ند یاد + نیست در لفظ عجم ازدہ زیاد + باؤ خاؤ راؤ زاؤ سین و شین + غین و فاؤ
نون و ہا باشد یقین + جیسا کہ ابرو صبر و تخت و نجت زرد و در رزم و بزم دست و مست گشت
و دشت لغز و مغز سفت و گفت بند و پند چہر مہر اور بعض کے نزدیک بارہ ہین چنانچہ ایک شاعر کا
قطعہ ہی ؎ حرف قید اندر زبان پارسی + دہ دو بالا ست بشنو ای فتا + باؤ خاؤ راؤ
زاؤ شین و سین + غین و فاؤ نون و واو و ہا و یا + جوش ہوش پیک کیک اور بعض کے نزدیک
لام بھی حرف قید ہی چنانچہ لفظ تلخ و بلخ سے ظاہر ہی اور لفظ قید کی رعایت عربی
ہو یا فارسی واجب ہی اختلاف کسی طرح جائز نہین جیسا کہ صاحب گلشن راز نے کہا ہی
؎ ہمہ دانند کین کس در ہمہ عمر + نکردہ ہیچ قصد گفتن شعر + اور ضرورت پڑتی
ہی تو اُستاد عیب چھپانے کے واسطے رعایت قریب مخرج کی کیا کرتے ہین جیسا کہ
شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎ چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر +

ہمہ روستانید شیراز شہر ✤ اور فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین ؎ بنام خداوند تنزیل وحی ✤
خداوند امر و خداوند نہی ✤ اور صاحب معیار الاشعار قید کو داخل ردف کرتے ہین اور ردف
عرف شعراء عجم مین اُس حرف ساکن کو کہتے ہین کہ ماقبل حرف روی واقع ہو بیواسطہ خواہ مد
ہو خواہ غیر مد اور قید لغت مین بند کو کہتے ہین چونکہ تغیر حرف قید روا نہین اور اُسکی تکرار قوافی
مین لازم ہی پس گویا یہ حرف بند قافیہ ہی اسی سبب سے تشبیہاً اسکا نام قید رکھا گیا تاسیس
وہ الف ہی کہ جس الف کے اور روی کے درمیان مین ایک حرف متحرک واسطہ ہو جیسے
فا و شین موافق و عاشق اور واو یا و رو خاور مین اور قافیہ موسسہ وہ ہین جنمین اس الف کی
رعایت کرین جس طرح کمال اسمٰعیل نے ایک قصیدہ مین کی ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎ ای آنکہ
لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ✤ طوبی لک از زبان تو با دل موافق ست ✤ شعراء عجم خلاف
فصحای عرب تاسیس کی رعایت واجب نہین سمجھتے بلکہ مستحسن جانتے ہین اور حامل کا قافیہ
دل کو کرتے ہین اور تاسیس لغت مین بنیاد رکھتی ہی چونکہ قافیہ کی بنیاد اس حرف سے ہی
اور جو حرف اس سے پہلے ہی وہ قافیہ مین داخل نہین اس سبب سے اسکو تاسیس
کہتے ہین دخیل اُس حرف متحرک کو کہتے ہین کہ دو ساکن یعنی تاسیس و روی کے
درمیان مین واقع ہو جیسا کہ شین و فا لفظ عاشق و موافق مین اور واو یا و رو خاور مین جمہور
شعراء مین رعایت تکرار دخیل کی لازم نہین حامل کے ساتھ واصل کا قافیہ کر دیتے
ہین لیکن اگر رعایت کرین تو مستحسن ہی اور دخیل لغت مین دخل کنندہ یعنی بیچ مین آنے
والے کو کہتے ہین اور اس حرف کو اس لیے دخیل کہتے ہین کہ تاسیس و روی کے
درمیان مین کہ حرف اصلی قافیہ کے ہین آتا ہی اور جو لوگ رعایت تکرار تاسیس کی قوافی
مین مانند روی واجب جانتے ہین وہ دخیل کو حائل کہتے ہین کیونکہ ایسے دو حرفون
مین حائل ہی کہ جنکی تکرار واجب ہی اور اُسکی واجب نہین فائدہ تاسیس[1] و
دخیل[2] و ردف[3] و قید[4] وہ حرف ہین کہ پیش از روی آتے ہین اور وصل[1] و خروج[2] و مزید[3]
و نائرہ[4] بعد روی آتے ہین چنانچہ انکا ذکر کیا جاتا ہی وصل وہ حرف ہی کہ جسکو روی
سے ملحق کرتے ہین اور روی اُسکے سبب سے متحرک ہو جاتی ہی جیسا کہ میم اس

بیت مین ؎ من ببوے تو ہوادار نسیم سحرم + کو زبوی تو خبردار دمن بخبرم + اور وصل کبھی
مشہور الترکیب ہوتا ہی جیسا کہ میم دارم و کارم کا ؎ رفت آنشوخ و خراب ست ز ہجران کارم +
طاقتم طاق شد از خلق چہ پنہان دارم + اور کبھی غیر مشہور الترکیب جیسا کہ ہی لالہ و پیالہ کی ؎
اگر دارم بکف جامی زدور چرخ چون لالہ + بود می خون دل در وی جگر پر کالہ پر کالہ + اور حرف
وصل بحکم استقرار دس ہین ؎ وہ بود وصل پارسی کورا + الف و دال و کاف و ہا دیا + حرف
جمع و اضافت و مصدر + حرف تصغیر و رابطست دگر + جیسا کہ الف نگارا و یارا اور دال
کند و زندہ کاف غبارک و دلدارک کا اور ہے کردہ و شمردہ اور یا ہستی و پستی کی اور الف و نون جمع
خوبان و محبوبان اور میم مضاف الیہ سرم و برم و نون گفتن و سوختن کا اور چے باغچہ و راغچہ کی اور حرف رابط
حلوتست و جلوتست کا تکرار وصل کی رعایت قافیہ مین واجب ہی اور سمجھنا چاہیے کہ روی سے کسی حرف کے
ملنے کے یہ معنی ہین کہ وہ حرف اپنے مابعد سے ملکر کلمہ علیحدہ یا بمنزلہ علیحدہ نہو کہ اگر علیحدہ یا بمنزلہ علیحدہ
کے ہوگا تو وصل نہوگا ردیف ہوگی جیسا کہ اس بیت مین ؎ ہر چند فقیر بینوا ہست + درویش
غنی ز اغنیا ہست صاحب معیار الاشعار نے آخر تحقیق حرف خروج مین کہا ہی کہ جب حرف وصل
متحرک ہو جائے اولی یہ ہی کہ اسکو ردیف کے حساب مین شمار کرین علی الاطلاق محل تامل ہی کیونکہ اس
بیت مشہور مین لازم آتا ہی کہ میم و شین ردیف ہوگا ؎ آنکہ در دیدۂ خود مردم جان ساختمش + قدر
نشناخت و چو اشک از نظر انداختمش + یہ امر خلاف متعارف ہی ہان جسوقت علیحدہ کلمہ ہو یا بمنزلہ
علیحدہ کے ہو ردیف ہو جاتی ہی اور وصل لغت مین ملنے کو کہتے ہین چونکہ یہ حرف روی سے ملا وصل نام
رکھا گیا خروج وہ حرف ہی کہ جو وصل سے ملے جیسا کہ میم اس شعر کا ؎ ماہیکسان کوی یاریم +
ماسوختگان خام کاریم + رعایت خروج کی واجب ہی اور صاحب معیار الاشعار نے لکھا ہی کہ یوسف
عروضی کہ تمہید قواعد عروض و قوافی فارسی مین خلیل بن احمد ثانی ہی اسنے حروف قوافی فارسی
مین خروج کا ذکر نہین کیا الا یہ کہا ہی کہ اولی و انسب یہ ہی کہ جو حرف روی وصل کے بعد آئے
اسکو ردیف کے شمار مین سمجھین حالانکہ یہ بات خلاف متعارف ہی کیونکہ مشہور یہ ہی کہ جو کچھ بعد
روی مذکور ہوتا وقتیکہ کلمہ علیحدہ نہین ہی یا جو کچھ بمنزلہ علیحدہ ہی نہین ردیف نہین اور
خروج لغت مین باہر آنے کو کہتے ہین شمس قیس نے کہا کہ اس حرف کو اس لیے

خروج کہتے ہین کہ شاعر اسکے سبب حرف وصل سے تجاوز کر جاتا ہی اور باہر آتا ہی اور یہ بھی
ہوسکتا ہی کہ یہ حرف قوافی اشعار مین کنارہ پر واقع ہوا ہی پس گویا یہ حرف قافیہ کے درمیان
سے باہر نکل آیا ہی مزید اسکو زائد بھی کہتے ہین یہ وہ حرف ہی کہ خروج سے ملے جیسا کہ شین
اس بیت اور رباعی مین ؎ علی عینیہ عین اللہ چہ چشمان سیاہ ستش + چہ مژگان بتان آسا چہ
مردم کش نگاہ ستش + رباعی این دل کہ بزلف دلبری بستش + ہر چند گسست باز پیوستش + القصہ
زبس بپاے او فگندیم + چون شیشہ بدست خویش بشکستش + تکرار مزید کی رعایت واجب ہی اور
مزید کے معنی لغت مین زیادہ کیا ہوا ہی اور اس حرف کو مزید اس سبب سے کہا کہ خروج کہ آخر حروف
قوافی عرب کا ہی اسپر زیادہ کیا گیا ہی نائرہ وہ حرف ہی کہ مزید سے ملحق ہو اور وہ خواہ ایک ہو
مانند شین کے اس بیت مین ؎ دل کہ بدست تو سپردستمش + باز دہ ای جان کہ بنزد ستمش + خواہ
زیادہ ہو جیسا کہ میم و شین اس بیت مین ؎ آن مہ کہ بہ چشم مہر دیدستمش + از جملہ نیکون گزیدستمش +
نائرہ کے تکرار واجب ہی اور نائرہ کو نائر بھی کہتے ہین اور معنی نائرہ اور نائر کے گریزندہ ہین چونکہ یہ حرف کنارہ
حروف قافیہ پر ہی گویا کہ ان حرفون مین سے بھاگ کر کنارہ کش ہوا **بیان حرکات قافیہ**
حرکات قافیہ چھ ہین رس و اشباع و حذو و توجیہ است باز مجری و بعد از وست نفاذ رس
حرکت ماقبل تاسیس کو کہتے ہین اور ظاہر ہی کہ وہ فتح ہی جیسا کہ اس رباعی مین رباعی دانم دل
من ست برویت مائل + ہرگز نبود مہر تو از دل زائل + خورشید رخ تو خوبتری بینم + حالانکہ شدہ غبار
خطت حائل + اور تاوقتیکہ تاسیس قافیہ مین مکرر آئیگی حرکت رس بھی مقرر آئیگی اور اگر کوئی
شخص تاسیس کو حروف قافیہ مین سے نجانے گا تو رس کو بھی حرکات قافیہ مین سے نہ مانے گا
اور رس لغت مین شروع کرنے کو کہتے ہین چونکہ شروع حرکات قافیہ بلکہ ابتدا قافیہ اس حرکت سے
ہی اسواسطے اسکا نام رس رکھا اشباع حرکت دخیل کو کہتے ہین مطلقا جیسا کہ حرکت نے کی
رباعی مذکور مین اور یہ کسرہ ہی اور فتحہ بھی ہوتا ہی چنانچہ ظہیر فاریابی کہتا ہی ؎ بگذشت
ماہ روزہ بخیر و مبارکی + پر کن قدح زبادہ گلرنگ راوکی + اور ضمہ بھی آتا ہی جیسا کہ اس بیت مین
؎ ای کشت مرا نرگس شوخت بتغافل + زلف تو گرفت ست سر رسم تطاول + بہتر ہی کہ
تخصیص کرین اور کہین کہ اشباع عبارت حرکت دخیل سے ہی جسمین حرف وصل ہو جیسا کہ بابلی و زابلی

اسکی وجہ تحقیق توجیہ مین بیان کیجائیگی اور حرکت دخیل کا اختلاف جہان وصل ہو جائز نہین
اور جہان ہو جائز ہی جیسا کہ سعدی شیرازی نے اس بیت مین کیا ؎ ای بادشاہ وقت چو وقت
فرار رسد + تو نیز پا گدای محلت برابری + مردی گمان مبر کہ بہ پنجہ ست وزور کتف + بانفس اگر برائی
دانم کہ شاطری + محتاط کے نزدیک یہ بھی عیوب قافیہ مین سے ہی اور شبلع لغت مین پیٹ بھرنے
کو کہتے ہین چونکہ دخیل حیثیت قرب روی سے ردف و قید کے برابر ہی اور انکا ہونا اپنی اپنی جگہ
لازم یعنی نہونا جائز نہین اور دخیل کا ہونا بجائے خود لازم نہین ہی بلکہ اسکا تغیر بلا ضرورت بھی جائز ہی
پس گویا اس حرکت نے اسکو سر و مستغنی کر دیا اس سبب سے اس حرکت کا نام اشباع رکھا حذو حرکت
ماقبل ردف و قید کو کہتے ہین جیسا کہ حرکت ماقبل الف کی بارہ قرار مین ؎ چشمہا سازم روان
از چشمہای اشکبار + تا غزالم بر کنار چشمہ گیرد قرار + یا جیسے حرکت ماقبل ہی کی اس رباعی مین عطا
رباعی در لرزہ شد از صعوبت سرما مہر + نیلوفر شد رخ بتان گلچہر + بر چرخ مپندار کواکب کانہا
یخپارہ چند ست درین طاس سپہر + تکرار حذو قوافی مین واجب ہی مگر جسوقت کہ روی حرف وصل کے
سبب سے متحرک ہو جائے کیونکہ ایسی مین اکثر شعرا نے اختلاف حذو حرکت ماقبل قید مین جائز رکھا ہی
مولانا کمال اسمعیل ؎ گر سوزد دلم یک نفس آہستہ شود + از دود دلم راہ نفس بستہ شود + در دیدہ از آن
آب ہی گردانم + تا ہر چہ نہ نقش تست آن شستہ شود + بات یہ ہی کہ یہ اختلاف علی الاطلاق
جائز نہین بلکہ اسوقت جائز ہی کہ قید ردف سے نہ بدلے کہ اگر وہ بدلے گی تو جائز نہوگا مثال
اس بیت مین ظاہر ہی ؎ دلا گر پیر خواہی رو بدیر پیر بے + کہ نبود خرابگنج دیر پیر بے + جہان را در
طلب کردیم سیرے + نبود الا بگنج دیر پیرے + اور اختلاف حذو کا حکم بطریق معروف و مجہول بحث
ردف مین گذرا تکرار کی حاجت نہین اور حذو لغت مین کسی چیز کے برابر کرنا اور کسی چیز کو کسی چیز
سے برابر کرنا ہی چونکہ لزوم مین حرکت ماقبل ردف حرکت ماقبل تاسیس کے برابر ہوتی ہی حذو
نام رکھا اسی طرح حرکت ماقبل قید کی جو لزوم مین اکثر مواضع حرکت ماقبل تاسیس کے برابر ہی
اسکو بھی حذو کہتے ہین توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن کو کہتے ہین جیسا کہ فتحہ ماقبل نون
کا اس مطلع مین ؎ مارا ز خاک کویش پیرا ہنست بر تن + وان ہم ز آب دیدہ صد چاک
تا دامن + اور اگر روی حرف وصل کے سبب سے متحرک ہو گی اور اسکے ماقبل کی حرکت

مختلف تو اسکو توجیہ نہین کہینگے جیسا کہ ان ابیات مین خاقانی چشمۂ خضر ساز لب از لب
جام کوثری + کز ظلمات بحر جست آئینۂ سکندری + گرز حجاز کعبہ را رخصت آمدن بود +
در حرم خدایگان کعبہ کند مجاوری + پور سکندگین توئی دولت ایاز خدمتت + بندہ بدور
دولتت رشک روان عنصری + ؎ نیامد در ایام او بردے + نہ گویم کہ خارے کہ برگ
گلی + ظاہر ہی کہ اس صورت مین تعریف توجیہ و اشباع مین فرق معلوم نہین ہوتا بہتر یہ ہی
کہ تعریف اشباع کی تخصیص کرین اور کہین کہ اشباع حرکت دخیل ہی قوافی حروف موصولہ
مین جیسا کہ بابلی زابلی ساقیش باقیش بہ سکون یا اور توجیہ کو تخصیص کرین اور کہین کہ توجیہ
حرکت ماقبل روی ساکن ہی جیسا کہ ضمہ ماقبل لام کا گل و گل مین اور کسرہ ماقبل یا کا ساقی
و باقی مین اور فتحہ ماقبل واو کا شاش و شاش کا تاکہ دونون تعریفین صحیح ہو جائین اس کلام کا
موید قول شمس قیس صاحب حدائق العجم کا ہی جیسا کہ اُسنے آخر بیان اشباع مین لکھا ہی کہ حرکت دخیل
کو قوافی موصولہ مین اشباع اور قوافی مقیدہ مین توجیہ کہین اور توجیہ کی رعایت قافیہ مین واجب ہی
کسیطرح اختلاف جائز نہین مولانا عطائی نے لکھا ہی کہ یہ جو حضرت مخدوم مولانا جامی قدس سرہ
نے فرمایا ہی کہ توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن ہی لازم نہین کہ مختلف ہو مگر جبکہ روی حرف وصل کی جہت
سے متحرک ہو جاوے جیسا کہ انوری کے قصیدہ مین ہی جسکا یہ مطلع ہی ؎ ای مسلمانان فغان
از دور چرخ چنبری + وز نفاق تیر و قصد ماہ و سیر مشتری + اسمین سامری و عنصری کو بھی قافیہ
کیا ہی یہ کلام اُنکا بظاہر خالی از اشتباہ نہین کیونکہ توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن ہی
جسوقت روی متحرک ہوگی اُسکے ماقبل کی حرکت مختلف ہو جائیگی اُسوقت وہ خود توجیہ
نہین رہنے کی یا آنکہ توجیہ ہی مگر مختلف ہو گئی پس اس کلام کا موید ہی حدائق البلاغت مین قول
شمس الدین فقیر کا کہ اختلاف توجیہ جائز نہین اور اگر روی حرف وصل کے سبب سے متحرک ہو گئی
تو اختلاف ماقبل کی حرکت کا جائز ہی زیادہ تر خیال یہ ہی کہ معیار الاشعار نصیر الدین طوسی حدائق العجم
شمس قیس مین صریح لکھا ہی کہ جب روی متحرک ہو تو چاہیے کہ توجیہ مختلف ہو جائے مگر برابر ہی ہوگی
کہ جب روی متحرک ہو تو حرکت ماقبل روی لازم ہی کہ مختلف ہو جائے کہ یہ بالاتفاق صحیح ہی ہان
توجیہ لغت مین منہ بھرنے کو کہتے ہین چونکہ یہ حرکت روی ساکن کے منہ کو ماقبل کے جانب بھراتی ہی

اور تلفظ مین اُسکو اپنا تابع کرتی ہی تو جیسا نام رکھا مجری حرکت روی جیسا کہ سعدی کے اس بیت مین
ے من ای زاہد از ان ورزم طریق می پرستی را ✦ کہ سوزد آتش مستی خس و خاشاک ہستی را ✦ اسکی
تکرار بھی قافیہ مین واجب ہی اور مجری لغت مین چلنے کی جگہ کو کہتے ہین چونکہ یہ حرکت مشابہ مجری ہی
کیونکہ صوت تا وقتیکہ اس سے نہین گذرتی حرف وصل تک نہین پہونچتی پس بر سبیل تشبیہ مجری نام رکھا
نفاذ حرکت وصل جسوقت کہ وہ خروج سے ملے جیسا کہ بیت کی حرکت ان ابیات مین صوتی
جاری ے تا چند بسنگ لاخ غم افگنیم ✦ در سنگ ستم شیشۂ دل بشکنیم ✦ مولانا عطائی ے ای ہر
آن نیم کہ زغم وارہانیم ✦ زرحم آوری بہ بیکسی و ناتوانیم ✦ اور لازم نہین کہ شعر فارسی مین حرف وصل متحرک
ہی رہے چنانچہ امیر خسرو فرماتے ہین ے ما عاشق روی نیکو انیم ✦ دیوانۂ شکل ہر جوانیم ✦ اور حرکت
خروج و مزید کو بھی نفاذ کہتے ہین جیسا کہ میم و شین کی حرکت اس بیت مین شمس قیس ے تا کی بخون دیدہ
دل پرورید یم شان ✦ از رہ برون روند و برہ آوریم شان ✦ اور اگر نائرہ متحرک ہو اور یہ کم ہو کہ اُسکی بھی حرکت
کو نفاذ کہین مانند حرکت میم سپرد ستمش و نبرد ستیمش ے این دل کہ بدست تو سپرد ستمش ✦ ای جان بدہ
اکنون کہ نبرد ستیمش ✦ تکرار نفاذ مطلقاً قوافی مین واجب ہی اور نفاذ لغت مین حکم کا جاری ہونا ہی
چونکہ حرکت ان حروف کی باعث اسکا ہی کہ جو ساکن کہ اُنکے بعد آئے وہ تلفظ مین اُنکا تابع ہو جائے
پس گویا حرکت نفاذ انکا حکم ہی اسی سبب سے اسکا نام نفاذ رکھا بیان انواع و اوصاف روی
و القاب قافیہ باعتبار اوصاف روی روی کی دو قسمین ہین روی مقید و روی مطلق روی مقید
وہ ہی کہ ساکن ہو اور حرف وصل اُس سے نہ ملے جیسا کہ سر و زر کار بار مین اور مقید لغت مین قیدی کو
کہتے ہین چونکہ روی ساکن تلفظ مین اپنے ماقبل سے وابستہ ہی اس سبب سے اسکو مقید کہا اور
روی مطلق وہ ہی کہ جس سے حرف وصل ملے جیسا کہ کارم بارم طلاق کے معنی لغت مین قید سے
چھوڑ دینا ہی پس جب حرف وصل روی سے ملیگا تو غالب یہ ہی کہ روی متحرک ہو جائیگی اور تلفظ مین قید
ماقبل سے رہائی پائیگی گویا اب قید سے رہا ہوئی اس مناسبت سے اسکو مطلق کہا اب مین اوصاف
انواع روی کی طرف متوجہ ہوا روی مقید روی مطلق اگر کسی حرف قافیہ کے ساتھ مجتمع نہون تو اُنکو
مجرد کہتے ہین اور اگر ہون تو جیسا حرف ہوگا اُس سے منسوب کرینگے مثلاً روی مقید کو کلمہ تن مین مقید
مجرد کہتے ہین اور کلمہ جان مین مقید بردف مفرد اور کلمہ کداخت مین مقید بردف مرکب اور کلمہ صبر مین مقید بحرف قید

اور روی مطلق کو کلمہ تمم مین مطلق مجرد کہتے ہین اور کلمہ جائم مین مطلق بردف مفرد علی ہذا القیاس اور
باعتبار اوصاف انواع روی القاب قافیہ کتابون مین بیس لکھتے ہین لیکن حساب کی رو سے تیس
معلوم ہوتین ہین چھ لقب باعتبار اوصاف روی مقید ہین ایک مقید مجرد مانند گل و مُل ایک مقید بتاسیس
متحد مانند عاقل و کامل ایک مقید بتاسیس و دخیل مانند حاصل و واصل کسی کتاب مین ان دونون لغتون اور
ان القاب سے کہ باعتبار اوصاف روی مطلق ہین یعنی مطلق بتاسیس تنہا و مطلق بتاسیس و دخیل سے
کوئی متعرض نہین ہوا شاید یہ وجہ ہوگی کہ تاسیس و دخیل کی رعایت جمہور کے نزدیک واجب نہین گویا یہ
حکم عدم رکھتے ہین چوتھے مقید بردف مفرد مانند کاروبار پانچوین مقید بردف مرکب مانند رخیت و گریخت
چھٹے مقید بحرف قید مانند درد و مرد اور چوبیس لغت باعتبار اوصاف روی مطلق ہین اول مطلق مجرد مانند شبی
و بتی دوسرے مطلق بتاسیس تنہا مانند صابرم شاکرم تیسرے مطلق بتاسیس و دخیل مانند مائلی و حائلی
چوتھے مطلق بردف مفرد مانند یارم و غمخوارم پانچوین مطلق بردف مرکب مانند یافتم شتافتم چھٹے
مطلق بحرف قید مانند کشتی و رشتی ساتوین مطلق بخروج مانند بحریم و نہریم آٹھوین مطلق بخروج
و مزید و نائرہ مانند آمدم و میشان بردمیشان نوین مطلق بتاسیس و خروج و مزید مانند بالعیست
شالعیست دسوین مطلق بتاسیس و خروج و مزید بالغیتمش الغیشمش علی ہذا القیاس مطلق بتاسیس یا
دخیل کے لیے نظر بر حروف مابعد روی تین لقب ہین مانند حائلست و مائلست حائلستم مایلستم
حایلستش مایلستش اور مطلق بردف مرکب کے بھی تین لقب ہین اور مطلق بردف مفرد کے بھی تین اور
مطلق بحرف قید کے بھی تین پس تمام القاب بہ اعتبار اوصاف روی مطلق چوبیس ہین اور جب
ان القاب کو چھ لقب سے کہ اوصاف روی مقید کے اعتبار سے ہین جمع کرتے ہین تو تیس ہوتے
ہین اور ان مین سے دس لقب تاسیس تنہا و تاسیس یا دخیل تنہا کے متحقق ہین اور اگر انکو معتبر نہ
رکھین تو بیس لقب رہتے ہین چنانچہ کتابون مین لکھے ہوئے ہین بعضے ان قوافی ملقبہ
کو انواع قوافی کہتے ہین اور بعضے اصناف قوافی ولا خدشۃ فی الاصطلاح اور انواع قافیہ
باعتبار تقطیع پانچ ہین سہ متراوف بود آنکہ متواتر دیگر متدارک متراکب متکاوس بشمرد بعضے
انکو القاب قوافی اور بعضے حدود قوافی کہتے ہین بالجملہ متراوف وہ قافیہ ہو کہ اسکے آخر مین بحسب
تقطیع دو حرف ساکن برابر آئین چنانچہ بیت معما مین باسم شہاب مولانا عطاء اللہ نے فرمایا ہے

ہست پیش مالبت آب حیات ای دلنواز آمدہ ہمچون حباب از وی برون بخالہ باز ٭ مترادف
لغت مین پی در پی ہونے کو کہتے ہین چونکہ اسمین دو حرف ساکن پی در پی آئے اسکا نام مترادف رکھا
اور متواتر وہ قافیہ ہی کہ جسمین بحسب تقطیع بعد ایک ساکن ایک متحرک آکر پھر ایک ساکن آئے
جیسے داری خواری مین جامی ؎ تا کے بار اور غم داری ٭ تا کے برما آری خواری ٭ تواتر اخوذ
تر سے کہ بمعنی یکایک ہے لغت مین پی در پی جانا یا ہونا اُس طریق سے ہی کہ جسکے درمیان مین کچھ فتور ہو چونکہ
دو ساکن پی در پی آئے اور بیچ مین ایک متحرک سے زیادہ نہین اس قافیہ کا نام متواتر رکھا
متدارک وہ قافیہ ہی کہ جسمین بحسب تقطیع دو ساکن ہون اور اُنکے بیچ مین دو متحرک جیسا کہ
مولانا عطائی نے اس معما مین باسم یوسف کہا ؎ شمع سان جان سوخت در فانوس تن ٭ شد
ازان صورت پریشان جانمن ٭ تدارک کے معنی لغت مین بیک دیگر رسیدن ہین چونکہ اس جگہ دو حرف
متحرک برابر آپہونچے اس اعتبار سے متدارک نام رکھا گیا متراکب وہ قافیہ ہی کہ جسمین بحسب تقطیع
ساکن آخر سے لے کے اُس ساکن تک کہ اُس سے پہلے ہی تین متحرک واسطہ ہون جیسا کہ مولانا
عطائی نے اس معما مین باسم بہالہا بیت ای عطای دل دوین رفتہ زما سوی عدم ٭ دردل ما
چو رقم بست سر زلف صنم ٭ تراکب لغت مین ایک دوسرے پر بیٹھنے کو کہتے ہین اس قافیہ مین جو
کئی حرف متحرک ایک دوسرے کے پہلو مین واقع ہوئے اسلیے اُسکا نام متراکب رکھا متکاوس
وہ قافیہ ہی کہ جسمین بحسب تقطیع ساکن آخر سے اُس ساکن تک کہ اُس سے پہلے ہی چار متحرک واسطہ
ہون جیسا کہ شکنش اسکی مثال مین صاحب حدائق العجم نے یہ شعر لکھا ہی ؎ گر یار من غم دلم نخورد ے
زین بہتر بحال من نکردے ٭ مولوی جامی لکھتے ہین کہ ایسا قافیہ اشعار فارسی مین نہین دیکھا
اور متکاوس اوپر بیٹھنے کو کہتے ہین وجہ تسمیہ ظاہر ہی عیوب قافیہ قافیہ دو قسم کے ہین ملقبہ غیر ملقبہ
قافیہ ملقبہ کے عیب عجم مین مصراع سناد ست واقوا واکفا والطا ٭ سناد اختلاف ردف اصلی
ہو خواہ زائد جیسا کہ عمود و عمید اور یہ قافیہ اشعار عرب مین بہت آتے ہین اور فارسی مین کم خیر سناد
لغت مین اختلاف کو اور پریشان راے ہونے کو کہتے ہین چونکہ اسمین اختلاف حرف
واقع ہوا اسناد نام رکھا اقوا تبدیل حذو توجیہ کو کہتے ہین مگر نہ وہ حذو کہ جسکے قافیہ
کی روی متحرک ہو کہ اس جگہ تغیر اکثر شعرا کے نزدیک جائز ہی جیسے مثال آہستہ وبستہ

وغیرہ مین گذرا اور تغیر اُس حذو کا کہ حرکت ماقبل ردف ہی دو طرح ہو سکتا ہی اول یہ کہ دونو
قافیون مین حذو مختلف ہو جیسا کہ داد دید اسوقت لازم ہی کہ روف بھی مختلف ہو جائے دوسرے
یہ کہ ایک قافیہ مین حذو ہو اور دوسرے مین نہو جیسے دور دُور اور سمجھنا چاہیے کہ جیسا تغیر حذو
اشباع وغیر اشباع مین ہوتا ہی اور یہ سبب اختلاف ردف کا ہی بطریق معروف ومجہول مانند
رُو و رو و شیر شیر جیسا کہ گذرا اسیطرح تغیر توجیہ کا اشباع وغیر اشباع مین ہوتا ہی اور یہ سبب
اختلاف روی کا ہی بطریق معروف ومجہول مانند ابرو و نیکو اور اختلاف حذو کا حرف قید کے
ساتھ جیسا کہ دشت زشت و پشت خاقانی ؎ پر نم شدہ آفتاب از پشت + شناع دہن ریدہ
چون طشت + اقو الغت مین زاد راہ کا تمام ہو چکنا ہی چونکہ یہ عیب غالباً اس سبب سے ہوتا ہی
کہ زاد شاعر کہ قافیہ صحیح تھا تمام ہو چکا اقو انام رکھا اکفا تبدیل روی اُس حرف سے کہ جو مخرج
مین اُسکے قریب ہو جیسا کہ صباح سیاہ احتیاط اعتماد شک سگ شکی سگی چپ طرب اسپ کسب
وغیر ذالک سعدی ؎ کسان را درم داد و تشریف و اسپ + طبیعی ست اخلاق نیکو نکسب +
روزگارے کن درین کار احتیاط + زانکہ جز بر تو ندارم اعتماد + یہ نہایت ناپسند ہی اور روی کو ایسے
حرف سے بدلنا کہ جو اُسکا قریب المخرج ہو پایہ اعتبار سے ساقط ہی بلکہ شمس قیس نے لکھا ہی کہ جو نظم
ایسی ہی وہ نظم خبیث اور لغت مین اکفا مقصود سے منھ پھیرنے کو کہتے ہین چونکہ یہ عیب اس سبب
سے ہوتا ہی کہ شاعر مقصود سے کہ اتحاد روی ہی اعراض کرتا ہی اکفا نام رکھا ایطا اعادہ کرنا
قافیہ کا اور وہ دو طرح پر ہی جلی وخفی جلی بتکرار ایک معنی ظاہر مین ہی جیسا کہ زیبا تر و نیکو تر جانانا یارا
اور اسی قسم مین سے نون مصدر کا ہی جیسا کہ گفتن و شنیدن اور حرف جمع جیسا کہ یاران
دوستان اور الف و تا صفات و صناعات و کائنات کا اور الف و ہا لالہا و غنچہا اور الف
نون صفت کا خندان و گریان مین اور یا تنکیر دستی و مردی مین اور وال استقبال دہد و برد مین
اور نون تخصیص زرین و سیمین مین بالجملہ ایک یا زیادہ حرف جو آخر ابیات مین سر بجا ایک معنی مین مکرر
آئے قبیل ایطا جلی سے ہی اور یہ عیب فاحش ہی لازم نہین کہ بنا قافیہ کی اسپر رکھین ہان اگر
قصیدہ چالیس بیت سے زیادہ کا ہی اُسمین دو تین جگہ جائز ہی اور قدما کہتے ہین کہ اس قافیہ
کی تکرار قطع اور غزل مین ستائیس بیتون کے بعد اور قصائد مین بارہ یا چودہ بیت کے بعد روا ہی

اور متاخرین کہتے ہین کہ تکرار روا ہی نہین مگر جب کہ بہت ابیات کا فاصلہ درمیان مین ہو اور اشعار
مشہورہ جن مین ایطاء جلی ہی یہ ہین ؎ دل سراپردۂ محبت اوست ✤ دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ✤
تو دطوبے و ما دقامت یار ✤ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✤ منکہ سر برنیاورم بدو کون ✤
گردنم زیر بار منت اوست ✤ دور مجنون گذشت و نوبت ماست ✤ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ✤
گر من آلودہ دامنم چہ عجب ✤ ہمہ عالم گواہ عصمت اوست ✤ منکہ باشم دران حرم کہ صبا ✤ پردہ
دار حریم حرمت اوست ✤ نقش ظاہر مبین کہ حافظ را ✤ سینہ گنجینۂ محبت اوست ✤ اسی طرح کا ایک
مطلع ایک ظریف نے کہا ؎ در لباس سیہ آن دلبر شیرین حرکات ✤ چشمۂ آبحیات ست میان ظلمات ✤
ایطاء جلی سے پرہیز کرین اور اگر حاجت پڑے تو اتنے فاصلہ سے لائین کہ تکرار ظاہر نہو اور اگر اور قافیہ نہ
ملے اور معنی غریب اس قافیہ مین بندھ جائین تو خیر اور ایطاء لغت مین کسیکو اسپر آمادہ کرنا ہی کہ وہ کسی چیز پر
پانون رکھے چونکہ یہ قافیہ عیب کی جہت سے پامال و مبتذل ہی ایطاء نام رکھا اور محققین کے نزدیک شائگان
وہ قافیہ ہی کہ جسمین ایطاء جلی ہو جیسا کہ بساطی کی اس بیت مین ؎ دل شیشہ و چشمان تو ہر گوشہ بزندش ✤
مستند مباد اکہ بناگہ شکنندش ✤ شمس قیس کا قول ہی کہ جس قافیہ مین روی اصلی نہین شائگان ہی جیسا کہ گفتن کردن
و کنند و برند اور کہتے ہین کہ عام شاعر شائگان اُس قافیہ کو کہتے ہین کہ جسمین الف نون جمع کا استعمال ہو مثل
یاران و دوستان اور کہتے ہین کہ شائگان لغت مین اُس چیز کو کہتے ہین جو ڈھیرون ہو مثلاً گنج شائگان
اُس گنج کو کہتے ہین کہ جو بہت ہو اس سبب سے قافیہ مکرر کو شائگان کہنا روا ہی اور شمس قیس نے
یہ بھی کہا ہی کہ شائگان بیکار کو کہتے ہین چنانچہ شہلائی نے کہا ہی ع مفرمائے درویش را
شائگان ✤ اس صورت مین وجہ تسمیہ شائگان ظاہر ہی ایطاء خفی وہ ہی کہ جسمین بظاہر تکرار
نہ ہو جیسا کہ آب گلاب دانا و بینا یہ تا وقتیکہ کثرت سے نہ ہو اکثر شاعرون کے نزدیک جائز ہی
لیکن اولے یہ ہی کہ اس قسم کے قافیہ ہم پہلو نہ ہون اور بعضے تکرار لفظ بیا میا کو جائز رکھتے ہین
کیونکہ یہ بے اور میم بے ترکیب کچھ معنی نہین دیتی اور تکرار ظاہر نہین اور جو تکرار کہ نفی و اثبات مین ہی
مانند نرفت و برفت باتفاق عیب فاحش ہی اور بعضے کہتے ہین کہ لفظ نرا و مرا کرامین ایطاء خفی ہی
لازم نہین کہ بنا شعر کی اسی پر رکھی جائے جیسا کہ فانی نے کہ شعراء معتبر قدیمہ سے ہی کہا ہی ؎
ہمہ ملاحت و آہستگی و شرم تراست ✤ ہمہ ملامت و دلخستگی و عشق مراست ✤ مرا نشاط قرین ست

کہ بر انام چنین خوشگواری آید ٭ زہی رسیدہ بجائیکہ پیش خاطر تو ٭ ہمہ نہان سپہر آشکاری آید ٭ جس شعر مین ردیف ہوتی ہی اُسکو مردف کہتے ہین اور ردیف لغت مین وہ شخص ہی کہ جو کسی اور شخص کے پیچھے سوار ہو چونکہ ردیف کا حال قافیہ کے سبب اُسی شخص کا سا ہی اسکا نام ردیف رکھا

السلام علی من اتبع الہدے

## خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحق سبب تاسیس کلام کا حمد وافر ملک العلام ہی اور موجب وصل مزید برکات کا نعت بسیط حضرت خیر الانام ہی ہمن بعد اعرض پرداز سلیم صغیر و کبیر رجز خوانان میدان قافیہ سنجی و سخنوری اور قطع کنندگان عرصۂ عریض و طویل معنی پروری کے کہ طبع متدارک سریع الخروج اُنکی فاصلہ دوائر موتلفہ قصر ہفت افلاک کو بیک وقف نگاہ روا روی سے طی کرتی ہی واضح اور متقارب ہو کہ اس زمانہ قریب مین ایک رسالہ جدید نادر نایاب بیان ارکان و اصول فن قافیہ مین انتخاب عروس زیبا شکل مشاکل روح روان موسوم بہ گنج شائگان کہ بظاہر جسکے فیض و تصرف مین خزانہ خسرو پرویز سخن ہی اور بقید باطن لطافت معنوی کی راہ سے ہم ردیف و ہم قافیہ ایطائی جلی کی طرف اشارت انگیز فن ہی تصنیف و تالیف شاعر بیمثال عدیم النظیر کہ جسکے نائرہ روشن بیانی کے سامنے شمع طلاقت لسانی سخنوران زمانہ گل ہی ذی استعداد سخن سنج باکمال ماہر جزو گل ہی سخن آفرین شیرین زبان فخر شعرای جہان منشی حسیب الدین احمد صاحب متخلص بہ سوزان مطبع نامی و گرامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون ۱۸۹۹ء مطابق ماہ صفر ۱۳۱۶ھ حلیۂ طبع خاتمہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر رونق بزم طالبان فن و معین و اقفان سخن ہوا۔

UNIVERSITY OF TORONTO
3 1761 00276792 9

PN
1049
P4S6
1899